باسمہ سبحانہ

جعفر بن عون کے ترجمہ میں ایک عبارت کی تصحیح

آج صبح ہمارے عزیز دوست مولوی عزیز الرحمن صاحب۔ جنہوں نے مظاہر سے تخصص کیا ہے۔ کے ساتھ شیخ عمرو عبد المنعم کی کتاب (أربعون تدريبا عمليا في نقد الأسانيد والمتون) کا مذاکرہ جاری تھا، اس دوران مذکورہ کتاب میں دوسری تدریب میں (ص ۱۷) پر جعفر بن عون کا نام اصحاب اعمش میں آیا، مجھے ان کے نام کی صحت میں کوئی تردد ہوا کہ کہیں ابن ابی عون تو نہیں، اس کے لئے میں نے (جامع الکتب التسعہ) نامی ایپ میں ان کے نام سے سرچ کیا، تو اطمینان ہو گیا کہ ان کا نام اسی طرح ہے: جعفر بن عون۔

پھر (جامع الکتب التسعہ) ایپ میں تراجم کی سہولت اختیار کرتے ہوئے ان کے نام کو پریس کیا تو ان کے ترجمہ کی ونڈو کھل کر سامنے آئی، اس میں ان کے بارے میں ائمہ حدیث کے اقوال میں سے دوسرا قول ابن المدینی کا ہے، کہ انہوں نے جعفر بن عون کے بارے میں کہا: (جعفر بن عون: لیس بہ باس، ولیس بالراوی عن الاعمش)۔ اس عبارت پر آکر رک گیا کہ ابن المدینی کا کیا مطلب ہے (ولیس بالراوی عن الاعمش) سے؟

کیا یہ قول کسی دوسرے ہم نام راوی کے متعلق ہے کہ وہ راوی (جعفر بن عون) قابل اعتبار تو ہے، مگر یہ راوی اعمش سے روایت کرنے والا راوی نہیں ہے، بلکہ کوئی اور ہے؟! اول وہلہ ظاہر عبارت سے مجھے یہی سمجھ میں آیا، کہ شاید کوئی دوسرا راوی مقصود ہے، مگر معاً یہ خیال بھی آیا کہ پھر اس عبارت کو اعمش کے شاگرد (جعفر بن عون) کے ترجمہ میں کیوں لائے؟!

اس کی تفتیش کے لئے خطیب کی (المتفق) دیکھی کہ ممکن ہے کہ جعفر بن عون نام کے ایک سے زائد راوی ہوں، مگر وہاں پر کچھ ملا نہیں، تو ظن غالب ہوا کہ ابن المدینی کی عبارت سے مشہور راوی (جعفر بن عون بن جعفر بن عمرو بن حریث قرشی) ہی مراد ہوں گے، مگر عبارتِ منقولہ میں کوئی تحریف ہے، کیونکہ اس میں بظاہر اعمش سے روایت کرنے کی نفی ہے۔

اس کی تحقیق کے لئے ابن المدینی کی عبارت کے اصل مصدر کی کھوج لگائی، تو (تہذیبین، سیر) وغیرہ کی مراجعت سے کوئی سراغ نہیں ملا۔ تو حسب معمول (شاملہ) کی مدد لی، تو معلوم ہوا کہ اس کا اصل مصدر ابو عبد اللہ مقدّمی کی کتاب (کتاب التاریخ واسماء المحدثین وکناہم) ہے۔

اس کا مطبوعہ نسخہ جو (محمد بن ابراہیم اللحیدان) کی تحقیق سے چھپا ہے، اس میں (ص ۲۰۴) پر ابن المدینی کی عبارت موجود ہے، مگر شیخ لحیدان نے ابن المدینی کی عبارت اس طرح سے نقل کی :(ولیس ... عن الاعمش)۔ (لیس) کے بعد نقاط لگا کر اس پر حاشیہ لگا کر لکھا ہے: [کلمہ غیر واضحہ] یعنی قلمی نسخے میں یہاں کوئی لفظ ہے جو اچھی طرح واضح نہیں ہے۔

پھر مجھے یاد آیا کہ اصحاب اعمش پر مستقل ایک رسالہ ہے بعنوان (معرفۃ اصحاب الاعمش لمحمد بن ترکی) چنانچہ جلدی سے نیٹ پر تلاش کیا اور اس کو دیکھا، تو وہاں پر (ص ۲۵) پر جعفر بن عون کے ترجمہ میں ابن المدینی کی یہی عبارت مقدمی کی کتاب کے حوالہ سے منقول ہے، مگر اس میں کلمہ غیر واضحہ کی جگہ (بالراوی) لکھا ہے، یعنی پوری عبارت یوں ہے :(جعفر بن عون : لیس بہ باس، ولیس بالراوی عن الاعمش) یعنی وہی مشکل عبارت۔ مگر شیخ محمد بن ترکی کو عبارت کی صحت پر اطمینان نہیں تھا، کیونکہ وہ خود جعفر بن عون کا ترجمہ اصحاب اعمش میں درج کر رہے ہیں، پھر کیسے ممکن ہے کہ وہ کوئی دوسرا راوی ہو جو اعمش سے روایت نہیں کرتا۔ چنانچہ شیخ محمد بن ترکی نے عبارت کی ممکنہ اصلاح کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ترجمہ کے اخیر میں لکھا: (فہو لیس بالمکثر عن الاعمش) یعنی ابن المدینی کی مراد نفی روایت نہیں ہے، بلکہ قلت روایت ہے۔

طبیعت میں پھر بھی اطمینان نہ ہونے کی بناپر، مقدمی کی (کتاب التاریخ) کا اصل مخطوطہ دیکھنے کی جرات کی، وہ الحمد للہ مل گیا، موقع الالوکہ وغیرہ پر اس کی تصویر (پی ڈی ایف) کی شکل میں ہے، اس کے اخیر میں ابن المدینی کی اصحاب الاعمش کے سلسلہ میں ایک طویل عبارت ہے، اس عبارت کے اختتام میں زیر بحث جملہ ہے (ولیس... عن الاعمش)۔

غیر واضح کلمہ کو زوم کرکے اس کو پڑھنے کی کوشش کی تو اللہ تعالی نے مدد کی، اور پتہ چلا کہ وہ کلمہ (ولیس بالراوية عن الأعمش) ہے۔ عربی میں لفظ (راویہ) ایسے شخص کے لئے بولا جاتا ہے جس کا مروی عنہ سے خصوصی تعلق ہو، اس کو اس کے ساتھ طول صحبت و مرافقت حاصل ہو، اور وہ اس سے کثرت سے روایت کرتا ہو، یہاں پر کلمہ کے اخیر میں (تا) مبالغہ کے لئے ہے۔ لہذا جب اس کی نفی کی جائے اور کہا جائے (ولیس بالراویہ) تو مطلب ہو گا کہ وہ روایت تو کرتا ہے مگر مکثر (کثرت سے روایت کرنے والا) نہیں ہے۔

مجھے عبارت کے پڑھنے پر اطمینان اس لئے ہوا کہ میں نے ابن المدینی کی پوری بات پڑھی، جو یہ ہے:

وذَكَر عليٌّ [هو ابن المديني] حديثَ الأعمش وأصحابَه فقال: أثبتُ الناس في الأعمش وأعلمُهم به سفيانُ الثوري . وأروى الناسِ عنه أبو معاوية ، عند أبي معاوية عن الأعمش نحوٌ من ألف وسبع مئة . وكتاب حفص بن غياث صحيح، وعنده عن الأعمش قريبٌ من ألف حديث، وجريرٌ الرازيُّ راويةُ الأعمش ، وهو أقل عددًا من أبي معاوية ، وعند جرير عن الأعمش ما ليس عند أبي معاوية أربع مئة ونيف وخمسين . ووكيع بن الجراح حَسَنُ السماع من الأعمش ، عنده نحو من سبع مئة . وجعفر بن عون ليس به بأس ، وليس بالراوية عن الأعمش.[كتاب التاريخ للمقدمي المطبوع ص ٢٠٤] .

مذکورہ عبارت میں امام ابن المدینی نے امام اعمش کے چند مشہور شاگردوں کے مابین ثقاہت اور روایات کی قلت و کثرت کے اعتبار سے موازنہ کیا ہے۔ عبارت کو سمجھنے کے لئے اس کو چند فقرات میں تقسیم کرنا ناگزیر ہے:

وذكر عليٌّ حديثَ الأعمش وأصحابَه فقال :

[١] أثبتُ الناس في الأعمش وأعلمُهم به سفيانُ الثوري .

[٢] وأروى الناسِ عنه أبو معاوية ، عندَ أبي معاوية عن الأعمش نحوٌ من ألف وسبع مئة (١٧٠٠ حديث).

[٣] وكتاب حفص بن غياث صحيح، وعنده عن الأعمش قريبٌ من ألف (١٠٠٠) حديث.

[٤] وجريرٌ الرازيُّ راويةُ الأعمش ، وهو أقل عددًا من أبي معاوية ، وعند جريرٍ عن الأعمشِ ما ليس عند أبي معاوية أربعُ مئة ونيفٍ وخمسين (٤٦٠ حديث).

[٥] ووكيع بن الجراح حَسَنُ السماع من الأعمش ، عنده نحو من سبع مئة (٧٠٠ حديث).

[٦] وجعفر بن عون ليس به بأس ، وليس بالراوية عن الأعمش.[كتاب التاريخ للمقدمي المطبوع ص ٢٠٤] .

ابن المديني نے اعمش کے چھ روایوں کا موازنہ پیش کیا، جس کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔اعمش کی روایات کی سب زیادہ معرفت حاصل ہے :سفیان ثوری کو۔

۲۔اعمش سے روایت کرنے کی کثرت حاصل ہے :ابو معاویہ (محمد بن خازم) کو،اعمش سے وہ(۱۷۰۰) روایات نقل کرتے ہیں۔

۳۔ابو معاویہ (محمد بن خازم) کے بعد اعمش سے کثرتِ روایت جریر رازی کو حاصل ہے ، جریر کے پاس ایسی(۴۶۰) روایات ہیں جو ابو معاویہ کے پاس نہیں ہے۔

۴۔ حفص غیاث نے اعمش کی روایات اہتمام سے ایک کتاب میں جمع کی ہیں، وہ کتاب معتبر ہے، حفص (۱۰۰۰) روایات اعمش سے نقل کرتے ہیں۔

۵۔وکیع نے بھی اعمش سے اچھی طرح احادیث سنی ہیں،وہ ان سے (۴۰۰) روایات نقل کرتے ہیں۔

٦۔ جعفر بن عون کی اعمش سے روایت بھی معتبر ہے ، لیکن وہ کثیر الروایہ نہیں مذکورہ پانچ کے مقابلہ میں۔

جب ابن المدینی کا پورا کلام پڑھیں گے تو معلوم ہو جائے گا کہ انہوں نے جعفر بن عون کی قلتِ روایت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا (ولیس بالراویہ)۔اس کی دو دلیلیں ہیں: ان کا ذکر سب سے اخیر میں کیا، نیز ان کی مرویات کی کوئی خاص عدد بھی ذکر نہیں کی۔

شیخ محمد بن ترکی نے مذکورہ راویوں کی کتب تسعہ کے دائرے میں عدد مرویات جو ذکر کی ہیں، ان کا یہاں پیش کرنا بھی مفید ہے:

سفيان الثوري :بلغت رواياته عنه في الكتب التسعة (٣٨٤) رواية تقريبا .

أبو معاوية: بلغت رواياته عنه في الكتب التسعة (٨٤٧) رواية تقريبا .

جرير بن عبد الحميد : بلغت رواياته عنه في الكتب التسعة (٢١٢) رواية تقريبا .

حفص بن غياث : بلغت رواياته عنه في الكتب التسعة (١٦٤) رواية تقريبا .

وكيع : بلغت رواياته عنه في الكتب التسعة (٤٠٠) رواية تقريبا .

جعفر بن عون : بلغت رواياته عن الأعمش في الكتب التسعة (٨) روايات .

اس تحقیق وتفتیش سے جو فوائد حاصل ہوئے وہ یہ ہیں:

۱۔ائمہ جرح وتعدیل کا کلام من وعن نقل کرنا چاہئے،سیاق وسباق کا لحاظ بھی رکھتے ہوئے۔

۲۔ ائمہ متقدمین کی غایتِ تحقیق و تفتیش، کہ ان کے یہاں ہر راوی کی پوری تفصیل ہوتی تھی، اس کی مرویات کی تعداد، مشائخ سے اس کے تعلق وملازمت کی نوعیت وغیرہ۔

۳۔ ائمہ متقدمین کے یہاں مشہور مشائخ کے شاگردوں کے مراتب متعین تھے، اسی کو ملحوظ رکھتے ہوئے وہ روایات کے مابین ترجیح دیتے تھے۔

۳۔ کسی بات میں شک وتردد ہو، تو پہلے اس کی صحت کی تحقیق کرنی چاہئے، پھر اس کی تاویل۔

۴۔ مخطوطات کی تحقیق کا کام بہت نازک ہوتا ہے، اس میں احتیاط اور صبر ضروری ہے۔

ھذا ما تیسر جمعہ وترتیبہ، وانا العاجز محمد طلحہ بلال احمد منیار